قواعد فقہیہ کی ضرورت واہمیت
مراتب ومصادر اور اسالیب

حافظ محمد کاشف

علامہ قرافی قواعد فقہیہ کی اہمیت اور ان کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں''وھذہ القواعدمھمة فی الفقہ عظیمة النفع وبقدر الاحاطة بھا یعظم قدر الفقیہ ویشرف ویظھر رونق الفقہ ویعرف ومن جعل یخرج الفروع بالمناسبات الجزئیة دون القواعد الکلیة تناقضت علیہ الفروع واختلفت واحتاج الی حفظ الجزئیات التی لاتتناھی ومن ضبط الفقہ بقواعدہ استغنی عن حفظ اکثر الجزئیات لاندراجھا فی الکلیات واتحد عندہ ماتناقض عند غیرہ وتناسب''[1]

خلاصہ یہ ہے کہ فروع وجزئیات اگرچہ تمام کی تمام یا زیادہ تر حفظ کر بھی لی جائیں تو وہ جلد بھول جاتی اور ہر مرتبہ انتہا کی محنت ومشقت سے حاصل ہوتی ہیں جبکہ قواعد فقہیہ ان کی نسبت سہل الحفظ اور بعید النسیان ہیں کیونکہ یہ انتہائی جامع ترین عبارات میں ڈھالے گئے ہیں جو اپنی تمام محتویات کو محیط ہیں چنانچہ جب فقیہ کے سامنے کوئی فرع یا مسئلہ ذکر کیا جاتا ہے تو ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ قاعدہ آجاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ اس مسئلہ کا یقینی اور مضبوط حل پیش کرسکتا ہے۔

اور علامہ ابن نجیم قواعد فقہیہ کے فوائد واہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں''الاول: فی معرفة القواعد التی ترد الیھا وفرعوا الاحکام علیھا وھی اصل الفقہ وبھا یرتقی الفقیہ الی درجة الاجتھاد ولو بالفتوی''[2] (اول ان قواعد کی معرفت وپہچان کے بیان میں جن کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اور جن پر فقہاء نے احکام متفرع کیے ہیں اور یہی قواعد ہی فقہ کی اصل وبنیاد ہیں اور انہی کے ذریعے فقیہ اجتہاد کے درجہ پر فائز ہوتا ہے اگرچہ فتوی نویسی کے ذریعے ہی کیوں نہ ہو)

قواعد فقہیہ کے فوائد واہمیت کو ذیل میں اختصار کے ساتھ سلسلہ وار بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) قواعد فقہیہ 'ذخیرہ فقہ کے معتبر اور مسلم اصول ہیں اور فقہائے کرام کے طریقہ استدلال واستخراج

☆ بیع من یزید: بولی کی بیع (یعنی جو زیادہ قیمت لگائے گا) اسی کو شے فروخت کی جائے گی ☆

سے آگاہ ہونے کے لیے ان کا جاننا نہایت ضروری ہے۔

(۲) قواعد فقہیہ کے مطالعہ سے احکام فقہیہ کے ساتھ قدرے مناسبت پیدا ہوجاتی ہے۔

(۳) قواعد فقہیہ کے مطالعہ سے فقہ میں رسوخ کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔

(۴) کتب فقہیہ میں پھیلے مختلف مسائل فقہیہ کو مرتب کر کے ایک مضبوط قانونی نظام کے تحت لانے میں مدد ملتی ہے۔

(۵) احکام فقہیہ کے پس منظر میں جو عمومی اندازِ فکر کارفرما ہے اس سے ایک گونہ واقفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

(۶) فروع وجزئیات فقہیہ کو ان کی کثرت کی وجہ سے بتمامہا پڑھنا اور محفوظ رکھنا قریب بہ محال ہے اس لیے طالب علم اور فقیہ قواعد فقہیہ اگر پڑھ لے تو چونکہ یہ اپنی غیر محصور جزئیات پر منطبق ہوتے ہیں لہٰذا وہ یہ قواعد فقہیہ یاد کر کے فروع متشابہ ومتناظرہ کو ان پر متفرع کر سکتا ہے۔ اسی بناء پر اس علم کا نام "علم الاشباہ والنظائر" بھی رکھا گیا ہے۔ اور علامہ امام جلال الدین سیوطی علم الاشباہ والنظائر کی اہمیت وافادیت کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "**اعلم ان فن الاشباہ والنظائر فن عظیم' بہ یطلع علی حقائق الفقہ ومدارکہ وماخذہ واسرارہ ویتمہر فی فہمہ واستحضارہ ویقتدر علی الالحاق والتخریج ومعرفۃ المسائل التی لیست بمسطورۃ والحوادث والوقائع التی لاتنقضی علی مر الزمان ولہذا قال بعض اصحابنا: الفقہ معرفۃ النظائر**"[۳]۔

سو قواعد فقہیہ' احکام فقہیہ کے ضبط وحصر اور مسائل فرعیہ کے حفظ وجمع کو آسان تر بناتے ہیں۔

(۷) قواعد فقہیہ سے آگاہی کے بعد فقیہ کو روزمرہ زندگی کے معاملات میں شریعت کے نقطہ نظر کو جاننا اور اپنے معاملات پر منطبق کرنا سہل ترین ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مجلۃ الاحکام العدلیہ دفعہ ۱ میں ہے۔ "**وتلک القواعد مسلمۃ معتبرۃ فی الکرب الفقہیۃ تتخذ ادلۃ لاثبات المسائل وفہمہا فی بادی الامر فذکرہا یوجب الاستیناس بالمسائل ویکون وسیلۃ لتقررہا فی الاذہان**"[۴]۔

(۸) احکام جزئیہ میں بظاہر کبھی تعارض ہوتا ہے اور ان کی علتوں کے درمیان تناقض ظاہر ہوتا ہے جس سے طالب علم اور محقق شک اور خلط میں پڑ جاتا ہے اور اس پر امور مشتبہ ہوجاتے ہیں حتی کہ اس کو حقیقت کی پہچان کرنے کے لیے پوری کوشش وکاوش صرف کرنی پڑتی ہے البتہ قواعد فقہیہ چونکہ

☆☆ فتح بالقاء الحجر: بائع یا مشتری کہے اگر میں نے مبیع پر پتھر پھینک دیا تو ہم میں (ہمارے درمیان) بیع ہوگی۔ ☆

مسائل فقہیہ کومنضبط کر لیتے اور احکام متشابہ کومربوط کر لیتے ہیں اور فروع کو اصول کی طرف لوٹاتے ہیں لہذا طالب علم ومحقق پر ان کا ادراک' ان کا حصول اور ان کی فہم آسان ہوجاتی ہے۔

(۹) قواعد فقہیہ طالب علم کے اندر ایک ایسا فقہی ملکہ پیدا کر دیتے ہیں کہ جس سے اس کے سامنے فقہ کے وسیع ابواب کو پڑھنے کا راستہ روشن ہوجاتا۔ ہے اور درپیش حوادث ووقائع میں احکام شرعیہ کی معرفت کا راستہ واضح ہوجاتا ہے۔

(۱۰) قواعد فقہیہ' مقاصد شریعہ کے ادراک اور ان کے عام اہداف ومقاصد کے حصول میں مدد معین ثابت ہوتے ہیں کیونکہ قواعد فقہیہ کا مضمون مقاصد وغایات کا واضح تصور فراہم کرتا ہے۔ جیسے ''المشقة تجلب التيسر''۔

قواعد فقہیہ اور ان کے مراتب:

قواعد فقہیہ ایک نوع کے ہیں اور نہ ہی ان کے مراتب یکساں ہیں بلکہ قواعد فقہیہ کی مختلف اقسام اور متفرق درجات ہیں اور قواعد فقہیہ کے مراتب کے تفاوت کے دو بنیادی اسباب ہیں۔

(۱) اپنے ماتحت تمام جزئیات وفروع یا اکثر کو شامل ہونا

(۲) مضمون قاعدہ کا متفق علیہ یا مختلف فیہ ہونا

سبب اول کے اعتبار سے قواعد فقہیہ کے مراتب:

سبب اول کے لحاظ سے قواعد فقہیہ کے تین مراتب ہیں۔

پہلا مرتبہ: قواعد اساسیہ یعنی وہ قواعد جن کے تحت فقہ کے بڑے بڑے ابواب ان کے مسائل اور مکلفین کے افعال داخل ہیں یہ قواعد کلیہ کبری کے نام سے بھی موسوم ہوتے ہیں یہ کل چھ قواعد ہیں۔

(۱) الامور بمقاصدها

(۲) اليقين لا يزول بالشک

(۳) المشقة تجلب التيسير

(۴) لا ضرور ولا ضرار

(۵) العادة محكمة

(۶) اعمال الكلام اولى من اهماله

☆ **توکیل: جس تصرف کا خود مالک ہے غیر کو اس تصرف میں اپنے قائم مقام کر دینا** ☆

دوسرا مرتبہ: وہ قواعد فقہیہ جن کے تحت مختلف ابواب فقہیہ کے متعدد مسائل داخل ہیں لیکن ان میں اس قدر وسعت وشمولیت نہیں جو پہلے مرتبہ کے قواعد میں ہے۔اس طرح کے قواعد کی پھر دو قسمیں ہیں (الف) وہ قواعد فقہیہ جو قواعد کلیہ کبری کے تحت داخل اوران پر ہی مرتب ہیں جیسے ''**الضرورات تبیح المحظورات**'' کہ یہ مذکورہ قواعد اساسیہ میں **المشقة تجلب التیسیر** پر مبنی ہے۔(ب) وہ قواعد فقہیہ جو قواعد کلیہ کبری میں سے کسی کے تحت داخل نہیں۔جیسے **الاجتهاد لاینقض بالاجتهاد**

تیسرا مرتبہ: وہ قواعد فقہیہ جو عام نہیں بلکہ وہ فقہ کے کسی ایک باب یا باب کے کسی ایک جزء کے ساتھ مختص ہیں انہی کو ضوابط سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے جیسے **تاخیر النسک عن وقته یوجب الدم**۔

سبب ثانی کے اعتبار سے قواعد فقہیہ کے مراتب:

مضمون قاعدہ کے متفق علیہ یا مختلف فیہ ہونے کے لحاظ سے قواعد فقہیہ کے دو مرتبے ہیں۔

پہلا مرتبہ: وہ قواعد فقہیہ جن کے مضامین پر جمیع فقہاء وتمامی مذاہب کا اتفاق ہے اس مرتبہ کے قواعد میں جملہ قواعد کلیہ کبری اور دیگر کئی ایک قواعد داخل ہیں۔

دوسرا مرتبہ: وہ قواعد فقہیہ جو کسی خاص مذہب یا طبقہ فقہاء کے ساتھ خاص ہیں البتہ یہ بھی مختلف ابواب فقہیہ کے مسائل کو جامع ہوتے ہیں جیسے ''**لاحجة مع الاحتمال الناشی عن دلیل**'' کیونکہ اس قاعدہ پر فقہاء احناف وحنابلہ تو عمل کر لیتے ہیں مگر فقہاء شافعیہ عمل نہیں کرتے۔

قواعد فقہیہ اوران کے مصادر:

تمام قواعد میں سے ہر ایک کا ایک منشا اور اساس ورود ہوتا ہے جس کو مصدر قاعدہ یا ماخذ قاعدہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔تو ماخذ ومصادر قواعد کی تین بنیادی قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: انواع سے اعلی واولی ہیں۔قرآن کریم میں متعدد آیات ایسی ہیں جو بمنزلہ قواعد بے شمار مسائل وجزئیات کو محیط ومستوعب ہیں جیسے ''**خذالعفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین**[۵]۔(اس آیت کے تحت علامہ قرطبی لکھتے ہیں یہ آیت بظاہر تین جملوں سے مرکب ہے مگر یہ شریعت کے تمام قواعد ماموررات ومنہیات کو شامل ہے۔اسی طرح احادیث مبارکہ میں سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث قواعد کی حیثیت رکھتی ہیں جیسے لاضرر ولاضرار۔کہ یہ حدیث کسی

کوضرر پہنچانے یا تکلیف دینے اور خودکسی سے ضرر پانے کی تمام انواع واقسام کوحرام قراردیتی ہے کیونکہ اس میں لانافیہ مفیدنفی استغراق جنس ہے اورحدیث میں نہی بصورت نفی وارد ہے۔

دوسری قسم: وہ قواعدفقہیہ جن کا مصدرمنصوص نہیں۔بعدازاں ان کے مصدرکے اعتبار سے ان کی متعددصورتیں ہیں۔

(الف)وہ قواعدفقہیہ جن کامصدراجماع ہے جیسے **لااجتہادمع النص** اور**الاجتہالاینقض بالاجتہاد**۔(ب)وہ قواعدفقہیہ کہ فقہاء کرام نے ان کااستنباط عام احکام شرعیہ سے کیااوراس سلسلہ میں نصوص سے استدلال کیاجیسے **الاموربمقاصدھا**کہ اس کااستنباط ''**انماالاعمال بالنیات**'' حدیث مشہورسے کیاگیا۔(ج)وہ قواعدفقہیہ جنہیں فقہاء کرام قیاس فقہی کے مواقع پروار دکرتے ہیں یہ قواعدبھی کسی نہ کسی دلیل شرعی کے تحت داخل ہیں۔

قواعدفقہیہ کی تالیف میں علماء کے اسالیب:

قواعدفقہیہ پرمشتمل کتب کامطالعہ کرنے والے پریہ امرمخفی نہیں کہ تمام علماء نے قواعدفقہیہ کوایک ہی طریقہ پرتالیف نہیں کیابلکہ ان حضرات نے مختلف طریقہائے تالیف واسالیب تصنیف اختیار کئے۔ذیل میں ان میں سے چیدہ چیدہ اسالیب وطرق کاذکرکیاجاتاہے۔

طریقہ اولی: قواعدفقہیہ کی تالیف کاپہلاطریقہ یہ ہے کہ حروف تہجی کی ترتیب پرقواعدکوجمع کیاجائے۔جس حرف سے قاعدہ شروع ہورہاہے اس کودیکھ کرالفبائی ترتیب پرمرتب کیاجائے قطع نظراس کے کہ وہ ایک معین فقہی باب سے متعلق ہوں یامختلف ابواب فقہیہ سے تعلق رکھنے والے ہوں۔امام زرکشی نے اپنی کتاب **المنثورفی القواعد** اورابوسعیدخادمی نے **مجمع الحقائق** میں یہی منہج اختیارکیاہے۔

طریقہ ثانیہ: تالیف قواعدفقہیہ کادوسراطریقہ یہ ہے کہ قواعدفقہیہ کوابواب فقہیہ پرترتیب دیاجائے۔ہرباب فقہ سے متعلق قواعدکوعلیحدہ علیحدہ تالیف کیاجائے۔یہ ایسی صورت میں ہوسکتاہے جبکہ وہ ضوابط فقہیہ کے طورپرہوں۔امام مقری مالکی نے اپنی کتاب''**القواعد**''میں یہی اسلوب اپنایاہے۔

طریقہ ثالثہ: تیسراطریقہ یہ ہے کہ قواعدفقہیہ کوکیف ماتفق (کسی ترتیب خاص کومدنظررکھے بغیر)جمع کردیاجائے۔علامہ ابن رجب حنبلی''**القواعدالفقہیہ**''نامی کتاب میں اسی طریقہ پرچلے ہیں۔

طریقہ رابعہ: چوتھاطریقہ یہ ہے کہ مذکورہ اعتبارات کے علاوہ دیگرکئی اعتبارات کے ساتھ قواعدفقہیہ

کو ترتیب دیا جائے۔جیسے قاعدہ میں اتفاق یا اختلاف' فقہاء کی کثرت وقلت یا قاعدہ کے شمول وعدم شمول کے اعتبار سے تو ان تمام اعتبارات کی رعایت کر کے کتاب کو کئی قسموں میں تقسیم کر دیا جائے چنانچہ بعض علماء نے اپنی کتب کو تین قسموں میں تقسیم کیا۔

(الف) وہ قواعد فقہیہ جن کی طرف ابواب مختلفہ کے اکثر مسائل میں رجوع کیا جائے۔

(ب) وہ قواعد فقہیہ جن کی طرف بعض ابواب کے مسائل راجع ہوتے ہیں۔

(ج) اختلافی قواعد۔ یہ زیادہ تر کلمہ ''ھل'' سے شروع ہوتے ہیں۔

یہ اسلوب نگارش علامہ تاج الدین سبکی نے الاشباہ والنظائر میں اختیار کیا ہے اور علامہ جلال الدین سیوطی اور علامہ ابن نجیم نے بھی اپنی کتب الاشباہ والنظائر میں یہی اسلوب اپنایا ہے۔

قواعد فقہیہ : فروق

(ا) قواعد فقہیہ کا دیگر علوم وفنون کے قواعد سے فرق:

ماقبل میں بیان کردہ تمام تعریفات کا بنظر غائر مطالعہ کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتی ہے کہ اصطلاحی اعتبار سے فقہی اور قانونی قاعدہ دوسرے علوم وفنون کے قواعد سے قدرے مختلف مفہوم رکھتا ہے۔چنانچہ دوسرے علوم مثلاً نحو وصرف' طبعیات وریاضی وغیرہ میں قاعدہ سے مراد ایسا حکم یا اصول ہے جو اپنی تمام تر جزئیات پر منطبق ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اس کا اطلاق اس کے تحت آنے والی تمام فروعی صورتوں پر ہوتا ہے جیسے علم نحو کا قاعدہ ہے کہ ''**کل فعل یرفع الفاعل**'' (کہ ہر فعل فاعل کو رفع دیتا ہے) بالفاظ دیگر ''**کل فاعل مرفوع**'' (ہر فاعل مرفوع ہوتا ہے) تو اب یہ قاعدہ ہر فعل اور فاعل کو حاوی ہے اور تمام پر ان کا اطلاق یکساں طور پر ہوتا ہے کوئی فعل یا فاعل ایسا نہیں جو ان قواعد سے باہر ہو اسی طرح منطق وطبعیات کے قواعد کہ وہ بھی ہر حال میں اپنی ذیلی شکلوں پر منطبق ہوتے ہیں۔لیکن فقہی قواعد کا معاملہ اس سے قدرے مختلف ہے کیونکہ ایک فقہی قاعدہ کا اطلاق اس کے ذیل میں آسکنے والے تمام مسائل وحالات پر نہیں ہوتا بلکہ اس کی صرف بیشتر صورتوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جبکہ بہت سی صورتیں بہرحال ایسی ہوتی ہیں جو اس قاعدہ کے اطلاق سے باہر رہتی ہیں۔اسی وجہ سے قواعد فقہیہ کے علاوہ دوسرے قواعد علوم کی تعریف یوں کی جاتی ہے ''**القاعدۃ حکم کلی ینطبق علی جمیع جزئیاتہ لتعرف احکامھا منھا**'' ۶ ۔(یعنی قاعدہ سے مراد وہ کلی اور عمومی حکم ہے جس کا اطلاق اس کے تحت آنے والی تمام جزئی صورتوں

پر ہوتا ہے تا کہ ان کے احکام اس قاعدہ سے معلوم کیے جاسکیں)۔اس کے برعکس قواعدفقہیہ کی تعریفات میں اس امر کالحاظ رکھا گیا ہے کہ اس کا اطلاق اس کی تمام جزئی صورتوں پرنہیں ہوتا بلکہ اکثر پر ہوتا ہے۔ ے

(۲) قواعدفقہیہ اور علم قواعد فقہیہ میں فرق:

قواعدفقہیہ اور علم قواعدفقہیہ میں فرق یہ ہے کہ قواعدفقہیہ بذات خودقواعد ہی ہیں اپنے کلمات وفروع کے ساتھ جبکہ علم قواعدفقہیہ ان قواعدکو پڑھانا' ان کے آغاز وارتقاء' علم فقہ اور اصول فقہ سے ان کے تعلق' فقیہ وعالم کے اعتبار سے ان کی اہمیت اور عصر حاضر میں ان کی حالت وکیفیت وغیرہ بیان کرنے کا نام ہے لہذا علم قواعدفقہیہ خودقواعدفقہیہ سے زیادہ عام وتام اور شامل ہے۔

(۳) قواعدفقہیہ اور نظریات فقہیہ میں فرق:

قواعداور نظریات میں یہ فرق ہے کہ قواعدفقہیہ وہ فقہی اصول وضوابط ہیں جوفروع اور جزئیات کوجامع ہوں اور جن پر فقیہ اور مفتی احکام شرعیہ کی معرفت میں اعتماد کرے۔جبکہ نظریات فقہیہ وہ بڑے بڑے دستوراور مفہوم ہیں جوزندگی اور شریعت کے شعبوں میں سے کسی ایک بڑے شعبہ میں کامل نظام کومتشکل کرتے ہیں اور ہرنظریہ متعددقواعدفقہیہ کا مجموعہ ہوتا ہے۔قواعدفقہیہ کی مثال: **العبرۃ فی العقود للمقاصد و المعانی لا للالفاظ و المبانی**۔اورنظریات فقہیہ کی مثال نظریہ عقد ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ قواعد' اصول وفروع کے مابین یا احکام ونظریات کے درمیان واسطہ ہیں۔

(۴) قاعدہ فقہیہ اور مسئلہ فقہیہ میں فرق:

قاعدہ فقہیہ اور مسئلہ فقہیہ میں فرق یہ ہے کہ قاعدہ فقہیہ کا موضوع عام ہوتا ہے اور اس کی کئی ایک تطبیقات ممکن ہیں جیسے قاعدہ طہارت کہ اس کا موضوع مسئلہ فقہیہ کے موضوع سے وسیع ترین ہے جبکہ مسئلہ فقہیہ کا موضوع خاص ہوتا ہے اور اس کی تطبیقات نہیں ہوتیں کہ ان سے ایسے احکام مستنبط کیے جائیں جوقواعد کہلا سکیں بلکہ ان سے خاص موضوعات کے احکام مستنبط ہوتے ہیں۔اور مسئلہ فقہیہ قاعدہ فقہیہ کے تحت مندرج اور داخل ہوتا ہے۔مثلاً ''ھذا الثوب طاھر و ذاک الفراش طاھر'' یہ مسائل فقہیہ ہیں۔

(۵) قاعدہ اور ضابطہ میں فرق:

ضابطہ اور قاعدہ فقہیہ اصطلاحی معنی کے اعتبار سے اس بات میں تومشترک ہیں کہ ان میں سے ہرایک

☆ بیع ملامسہ: بائع یا مشتری کہے کہ اگر میں نے تجھے یا تیرے کپڑے کو چھولیا تو ہمارے درمیان بیع ہوگی ☆

متعدد ایسی جزئیات کو جامع ہوتا ہے جن کے درمیان کوئی فقہی رابطہ ہوتا ہے۔تو بعض علماء ان کے درمیان قوت علاقہ کی وجہ سے ان دونوں میں فرق نہیں کرتے البتہ بعض ان دونوں میں فرق کرتے ہیں۔چنانچہ یہ حضرات کہتے ہیں کہ ضابطہ وہ قاعدہ صغیرہ ہے جوایک ہی فقہی باب سے متعلق ہواور جوایک سے زیادہ فقہی ابواب سے متعلق ہووہ قاعدہ ہے۔۸۔

بہرحال دونوں میں فرق ثابت کرنے والوں کاقول زیادہ ظاہر ہے کیونکہ قاعدہ 'ضابطہ سے اعم اورضابطہ 'قاعدہ سے اخص ہے اورقاعدہ متفرق ابواب فقہیہ کی جزئیات کوجامع ہوتا ہے جبکہ ضابطہ ایک ہی باب کی جزئیات کوجامع ہوتاہے۔جیسے''الاصل فی الماء الطهورية مالم يتغير احداوصافه بنجاسة''تواب یہ ضابطہ ہے یاقاعدہ؟توفرق نہ کرنے والوں کے ہاں اس کوقاعدہ کہنادرست ہے جبکہ فرق کرنے والے حضرات کے نزدیک یہ ضابطہ تو ہے مگر قاعدہ نہیں ہے۔کیونکہ یہ کتاب الطہارت کے باب المیاہ کے ساتھ خاص ہے۔دوسری یہ بات ہے کہ عموماً قاعدہ کے مضامین پرتمام یااکثر مذاہب متفق ہوتے ہیں جبکہ ضابطہ مذہب معین کے ساتھ خاص ہوتاہے۔تیسری بات یہ کہ قاعدہ فقہیہ میں حکم کے ماخذ اوراس کی دلیل کی طرف اشارہ ہوتاہے جیسے''الامور بمقاصدها''کہ اس میں اس حکم کے ماخذ یعنی حدیث''انماالاعمال بالنيات''کی طرف اشارہ ہے جبکہ ضابطہ فقہیہ میں مسئلہ کے ماخذ اوراس کی دلیل کی طرف اشارہ نہیں ہوتا۔چوتھی بات یہ کہ قاعدہ ٔضابطہ کی نسبت اعم ہے کیونکہ قاعدہ متعددابواب کی فروع کوجامع ہوتاہے جبکہ ضابطہ ایک ہی باب کی فروع کوشامل ہوتاہے متعدداصولیین اورفقہاء نے اس پرتنبیہ کی ہے چنانچہ ابن نجیم الاشباہ والنظائر کے فن ثانی میں لکھتے ہیں''القاعدة تجمع فروعاًمن ابواب شتى والضابط يجمعهامن باب واحدهذاهو الاصل''۹۔

پانچویں بات یہ بھی قابل ذکرامر ہے کہ قواعدفقہیہ ضوابط کی نسبت زیادہ شذوذ رکھتے ہیں کیونکہ ضوابط ایک موضوع کوضبط میں لاتے ہیں لہذا ان میں شذوذ کے ساتھ تسامح کم ہی وقوع پذیر ہوتاہے۔

اس تمام ترتفصیل کے بعدیہ بات ذہن نشین رہے کہ کثیر مؤلفین قواعدفقہیہ کے ہاں یہ فرق لائق اعتناء نہیں کیونکہ وہ ایک باب یازیادہ ابواب میں ہونے والے احکام کے مجموعہ پرقاعدہ' کلیہ یااصل کااطلاق کردیتے ہیں۔سب سے بڑھ کریہ کہ کتب فقہ میں ہم ملاحظہ کرتے ہیں کہ بعض مقامات میں فقہاءفروع میں سے کسی خاص فرع پر''قاعدہ''کااطلاق کرتے ہیں ایسے ہی قاعدہ کاضابطہ پراطلاق مصادرفقہیہ اورکتب قواعد میں شائع ذائع ہے۔۱۰۔

☆بیع مقایضہ یہ ہے کہ :سامان کے بدلے سامان کی بیع ہو☆

(۶) قواعد فقہیہ اور قواعد اصولیہ میں فرق:

قواعد فقہیہ اور قواعد اصولیہ میں علماء نے کئی اعتبار سے فرق بیان کیا ہے۔اس سلسلہ میں سبقت کا اعزاز علامہ شہاب الدین قرافی کو حاصل ہے۔جنہوں نے الفروق نامی کتاب میں اس پر سیر حاصل کلام کیا ہے۔

ذیل میں اس حوالہ سے چند اہم فرق بیان کیے جاتے ہیں۔

ا۔قواعد اصولیہ احکام فقہیہ سے سابق اور مقدم ہوتے ہیں جبکہ قواعد فقہیہ'فقہ کے وجود'اس کے احکام اور فروع کے تابع اور لاحق ہوتے ہیں۔

۲۔قواعد اصولیہ ثابتہ ہیں کہ تغیر وتبدل کو قبول نہیں کرتے جبکہ قواعد فقہیہ ثابتہ نہیں ہیں بلکہ بعض اوقات عرف' سدالذرائع اور مصلحت پر مبنی احکام کے تبدیل ہونے کے ساتھ متغیر اور تبدیل ہوجاتے ہیں۔

۳۔قواعد اصولیہ اپنی تمام فروع کو عام اور شامل ہونے کی صفت سے موصوف ہیں جبکہ قواعد فقہیہ اگرچہ عام اور شامل ہیں مگر ان میں استثناء ات بکثرت پائے جاتے ہیں بلکہ بسا اوقات یہ استثناء ات مستقل قاعدہ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

۴۔قواعد اصولیہ مجتہد کے ساتھ خاص ہیں جنہیں وہ احکام فقہیہ کے استنباط اور وقائع ومسائل کے حکم کی معرفت حاصل کرنے کے وقت استعمال کرتا ہے جبکہ قواعد فقہیہ فقیہ'مفتی یا طالب علم سب کے لیے عام ہیں جو متفرق ابواب فقہیہ کی طرف رجوع کرنے کی بجائے فروعی مسائل کے حکم موجود کی معرفت کے لیے ان کی طرف رجوع کرتا اور ان پر اعتماد کرتا ہے۔

۵۔قواعد اصولیہ زیادہ تر عربی الفاظ'عربی قواعد اور عربی نصوص سے پیدا ہوتے ہیں جب کہ قواعد فقہیہ احکام شرعیہ اور مسائل فقہیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

۶۔قواعد اصولیہ'ابواب اصول'مواضع اصول اور مسائل اصول میں محصور ہوتے ہیں جبکہ قواعد فقہیہ محصور ومحدود نہیں بلکہ وہ کتب فقہ میں بکھرے ہوئے ہیں۔

۷۔قواعد اصولیہ کا تعلق زیادہ تر الفاظ اور احکام پر ان کی دلالتوں سے ہوتا ہے جبکہ قواعد فقہیہ کا تعلق براہ راست احکام سے ہوتا ہے۔

۸۔قواعد اصولیہ کی وضع کا مقصود یہ ہے کہ مجتہد استنباط واستدلال کے طریقوں اور دلائل اجمالیہ سے

احکام کلیہ کے استخراج میں مناہج بحث کو مستحضر رکھ سکے جبکہ قواعد فقہیہ کی وضع کا مقصد ابواب مختلفہ کے مسائل کو حکم واحد کے تحت مربوط کرنا ہے۔

۹۔قواعد اصولیہ سے اخذ کردہ حکم، حکم کلی ہوتا ہے جبکہ قواعد فقہیہ سے استنباط کردہ حکم جزئی ہوتا ہے۔

۱۰۔قواعد اصولیہ احکام شرعیہ عملیہ کے استنباط کے لیے وسیلہ ہیں جبکہ قواعد فقہیہ ان متشابہ احکام کے مجموعہ کا نام ہے جو ایک علت جامعہ یا ایک فقہی ضابطہ کی طرف راجع ہوں۔

اس تمام تر بحث کا حاصل یہ ہے کہ قواعد اصولیہ پہلے پائے جاتے ہیں پھر ان سے فقہی حکم مستخرج ہوتا ہے اس کے بعد ان مستخرج احکام فقہیہ متشابھہ کو جمع کیا جاتا ہے جن سے قواعد فقہیہ مؤلف ہوتے ہیں۔

حواشی

۱۔قرافی، الفروق ج ۱ ص ۳

۲۔ابن نجیم، الاشباہ والنظائر ص ۱۵

۳۔سیوطی، الاشباہ والنظائر ص ۴ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ المکرمہ، ۱۹۹۷ء

۴۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ دفعہ ۱

۵۔الاعراف :۱۹۹

۶۔حموی، شرح الاشباہ والنظائر ص ۱۹

۷۔جیسا کہ ماقبل میں مذکور تعریفات اصطلاحیہ سے ظاہر وعیاں ہے۔

۸۔ابن نجیم، الاشباہ والنظائر ص ۱۹۲

۹۔الاشباہ والنظائر لابن نجیم ج ۲ ص ۱۵ اور حموی، غمز عیون البصائر علی محاسن الاشباہ والنظائر ج ۱ ص ۳۱

۱۰۔الاشباہ والنظائر للسیوطی مقدمۃ التحقیق ص ۲۳

نیا سال 2019ء مبارک ہو

☆

منجانب: مجلس ادارت ومشاورت مجلہ فقہِ اسلامی کراچی